۹

قرب الٰہی حاصل کریں

(فرمودہ ۱۸/مارچ ۱۹۲۷ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

رمضان کے مہینے میں مسلمان جو زائد عبادتیں کرتے ہیں۔ ان کی غرض و غایت کیا ہوتی ہے۔ وہ کیوں اس مہینے میں زیادہ عبادت کرتے ہیں؟ یہ سوال ہے جو ہر سمجھدار اور عقل مند کے دل میں اٹھتا ہے۔ آخر ایک انسان جسے اللہ تعالیٰ نے صحت دی۔ طاقت دی ہے۔ ہضم کرنے والا معدہ دیا ہے۔ بھوک پیدا کی ہے۔ یکدم اسے کیا ہو جاتا ہے کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ اور اپنی دوسری حاجتوں کو ترک کر کے ایک لمبے عرصہ تک اپنے نفس پر اس قسم کا جبر کرتا ہے جس کا وہ پہلے عادی نہیں ہوتا۔ اگر عقل مند وہ ہوتا ہے جس کی چھوٹی سے چھوٹی حرکت اور چھوٹے سے چھوٹا عمل بغیر حکمت کے نہ ہو اور ہر بات کرنے سے پہلے سوچتا ہے کہ میں کیوں اسے کرنے لگا ہوں اور اس کے کیا فوائد ہیں۔ اگر وہ قدم اٹھاتا ہے تو پہلے سوچتا ہے میں کیوں قدم اٹھانے لگا ہوں۔ اگر وہ ہاتھ اٹھاتا ہے تو سوچ لیتا ہے۔ ہاتھ اٹھانے کی کیا غرض و غایت ہے۔ تو ضروری ہے کہ جو روزہ رکھے وہ بھی اس کی غرض و غایت سے واقف ہو۔ اگر واقف نہیں تو پھر یہ اس کی بچپن کی سی بات ہو گی۔ بے شک وہ بڑا تو ہو گیا۔ مگر کام بچوں کے سے ہی کرتا ہے۔ جس طرح بچے بغیر سوچے سمجھے اور بغیر حکمت جانے کام کرتے ہیں۔ اسی طرح سے وہ کرتا ہے۔

رمضان میں دس سے چودہ گھنٹے تک بلکہ ہمارے ملک میں بارہ سے سولہ گھنٹہ تک انسان بھوکا رہتا ہے۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ لیکن یہ نہیں جانتا کہ میں کیوں بھوکا پیاسا رہتا ہوں۔ تو اس کی بھی وہی حالت ہے۔ جو ان بچوں کی ہوتی ہے جو بڑوں کو دیکھ کر اصرار کرتے ہیں ہم بھی روزہ رکھیں گے وہ یہ نہیں جانتے کہ روزہ کے فائدے کیا ہیں۔ وہ اس بات پر غور نہیں کرتے کہ اس کی حکمت

کیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک ایسا پُر اثر نظارہ اور پُرکیف بات ہوتی ہے۔ کہ دوسروں کے قلوب بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بچے بھی اصرار کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ ہم بھی روزہ رکھیں گے۔ اور وہ بچے جو ایک منٹ کھانا دیر سے پہنچنے پر زمین آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں جو کھانا برتانے میں اگر لحظہ بھر دیر ہو جائے تو ناک میں دم کر دیتے ہیں۔ وہ اجازت مانگتے ہیں کہ ہم بھی بارہ سے سولہ گھنٹہ تک کا فاقہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور روزہ کے اندر کوئی ایسی کشش ہے جس کی وجہ سے بچے بھی بھوکا رہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ بھی اپنے آپ کو ان تکالیف میں ڈالنا پسند کرتے ہیں جن میں وہ اپنے بڑوں کو دیکھتے ہیں۔ پھر کیا ہمارے روزے انہی بچوں کی طرح ہوتے ہیں۔ جو صرف یہ جانتے ہیں کہ چونکہ ماں باپ روزہ رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہ ان کو کچھ معلوم ہوتا ہے۔ اور نہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا ہمارا ابھی یہی حال ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کو جس لائن پر چلتا دیکھ چکے اس پر چل رہے ہیں۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتے۔ اگر اتنی سی بات ہے تو یقیناً ہمارے روزے بچوں کے روزوں کی طرح ہی ہیں اور اس سے زیادہ نہیں۔ نہ بچے سوچتے ہیں کہ روزوں کی حکمت کیا ہے نہ ہم۔ نہ وہ ان کے فوائد معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں نہ ہم۔ وہ ماں باپ کو روزہ رکھتے دیکھتے ہیں اور چاہتے ہیں خود بھی رکھیں۔ اسی طرح ہم نے بھی ماں باپ کو روزہ رکھتے دیکھا اور روزہ رکھنا شروع کر دیا۔ پس ہماری عمر خواہ کتنی ہی ہو۔ ہم اب بھی بچے ہی ہیں۔ کیونکہ ہم جو کام کرتے ہیں۔ اسکے متعلق نہیں جانتے کہ کیوں کرتے ہیں۔ ایک ساٹھ سال کا بڈھا باوجود ضعف اور کمزوری کے اور باوجود مخفی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے روزہ رکھتا ہے اگر وہ روزے کی حکمت سے واقف نہیں۔ تو وہ بوڑھا ہو کر بھی عقل مند کہلانے کا مستحق نہیں۔ اس کا یہ فعل بچوں کا سا ہی ہے۔ اس کی عمر۔ اس کی ڈاڑھی کی سفیدی اور اس کا زیادہ عرصہ دنیا میں گزارنا اس میں اور بچے میں کوئی فرق نہیں پیدا کرے گا۔ وہ آج بھی باوجود اتنی عمر کے بچہ ہی ہے۔ کیونکہ وہ بچوں کی طرح ہی بھوکا رہتا ہے۔

وہ بڈھا جو روزے تو رکھتا ہے لیکن ان کی حکمت نہیں جانتا نہ جاننے کی کوشش کرتا ہے عقل مند کہلانے کا مستحق نہیں۔ وہ ایک نادان بچہ کی طرح ہے۔ بلکہ میرے نزدیک بچہ سے بھی زیادہ نادان ہے کیونکہ بچے کی خواہش کی بنیاد ظاہری دلکشی پر تو ہوتی ہے۔ وہ دوسروں کو بھوکا رہتا دیکھتا ہے۔ اس میں وہ ایک دلکشی پاتا ہے جو لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ اور عمل سے اس کا مزہ اٹھانا چاہتا ہے لیکن بڈھا عادت کے طور پر ایسا کرتا ہے۔ اس نے اپنے آباؤ اجداد کو ایسا کرتے دیکھا۔ اس

لئے خود کرنے لگ گیا۔اس کے ماں باپ گزر گئے۔لیکن جو بات ان کو کرتے دیکھی تھی وہ بدستور کر رہا ہے۔کیونکہ اس کی اسے عادت ہو گئی ہے۔اور اس کی کوئی دلکشی یا کوئی فوائد اس کے علم میں نہیں۔

مگر عقلمند وہ ہوتا ہے جو ہر کام کرنے سے پہلے سوچ لے کہ اس کی حکمت کیا ہے۔میں اسے کیوں کرنے لگا ہوں۔اس کے کرنے میں کیا فائدہ اور نہ کرنے میں کیا نقصان ہے۔پھر وہ اتنے بڑے کام کو تو کرتا ہے کہ پورا مہینہ فاقہ کشی کرتا ہے۔لیکن سوچتا نہیں کہ کیوں کرتا ہے تو کیا وہ عقلمند کہلا سکتا ہے؟ یقیناً اسے کوئی عقل مند نہیں کہے گا کہ سارا دن تو بھوکا رہتا ہے۔پیاسا رہتا ہے۔خواہشات کو دبائے رکھتا ہے۔لیکن اس کی حکمت سے واقف نہیں۔اور نہ کوشش کرتا ہے کہ واقف ہو۔

قرآن کریم میں روزہ رکھنے کی یہ حکمت بتائی گئی ہے کہ روزہ رکھنے والا خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔میں تم میں سے ہر ایک سے سوال کرتا ہوں۔کیا سچ مچ آج کل تم خدا کے قریب ہو گئے ہو اور خدا تمہارے قریب آگیا ہے۔کیا تمہاری پہلی اور آج کل کی دعاؤں میں کوئی فرق ہے۔کیا تمہاری پہلی اور آج کل کی حالتوں میں کوئی فرق ہے۔کیا تمہاری پہلی اور آج کل کی عبادتوں میں کوئی فرق ہے۔کیا تمہارے پہلے اور آج کل کے عرفان میں کوئی فرق ہے۔کیا تمہارے پہلے اور آج کل کے علم میں کوئی فرق ہے۔کیا تمہاری پہلی اور آجکل کی معرفت میں کوئی فرق ہے۔اگر نہیں۔تو بتاؤ روزے نے تمہیں کیا نفع دیا؟ اگر یہ سچ ہے کہ روزہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔اگر یہ سچ ہے کہ روزہ سے خدا تعالیٰ قریب ہو جاتا ہے۔تو بتاؤ تم کو کونسا قرب الٰہی حاصل ہوا کس قدر خدا تمہارے قریب ہوا۔جو قرب تم کو حاصل ہوا اس کی علامتیں دکھاؤ اور اس کی نشانیاں ظاہر کرو۔

اگر اب بھی دل اسی طرح زنگوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔جس طرح پہلے تھے۔اگر قلب میں اب بھی وہی ہیجان ہے۔جو خدا سے دور لے جا رہا ہے۔اگر عبادات میں کوئی لذت و سرور نہیں ملتا۔اگر دعاؤں میں قبولیت کا اثر پیدا نہیں۔اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا ہاتھ بالکل اسی طرح جس طرح ماں کا ہاتھ بچے کی طرف بڑھتا ہے تمہاری طرف نہیں بڑھایا جاتا۔تو سوچو اور بتاؤ کہ روزہ نے تمہیں کیا نفع دیا اور بتاؤ جو چیز آج فائدہ نہیں دیتی وہ قیامت کو کیا فائدہ دے گی۔جو شے استعمال کے وقت کوئی فائدہ نہیں دیتی وہ سینکڑوں سال کے بعد کیا فائدہ دے سکتی ہے۔تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ بعض چیزیں چونکہ دیر کے بعد نفع دیا کرتی ہیں۔روزہ بھی دیر کے بعد نفع دیگا۔دیر کا بھی مناسب مفہوم ہوا کرتا ہے اور روزہ وہ چیز نہیں جو دیر کے بعد نفع دے۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے جس وقت میرے بندے روزہ

رکھتے ہیں تو میں کہتا ہوں انی قریب۔[1] اے میرے بندے میں قریب آگیا ہوں۔ میں تمہارے پاس آگیا ہوں۔ پس اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ کوئی ایسی چیز ہو سکتی ہے۔ جس کا فائدہ اس دنیا میں نہیں قیامت کو ملے گا۔ تو بھی روزہ ان عبادتوں میں نہیں جن کا نفع دیر کے بعد ملتا ہے۔ روزہ کا نفع عاجل اور آجل طریق پر ملنا چاہئے۔ اگر یہ نہیں تو یقیناً تمہیں ایک انچ کا ہزار واں لاکھواں حصہ بھی خدا کے قرب کا حاصل نہیں ہوا۔

میں دیکھتا ہوں تم میں سے بہت ہیں جن کے خیالات دوسری باتوں کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ جن کے ارادے دوسرے کاموں کی طرف منتقل ہیں۔ جن کی طاقتیں دوسرے امور میں مصروف ہیں۔ اور وہ اس طرف سے غافل ہیں۔ جس طرف انہیں ہوشیار ہو کر متوجہ ہونا چاہئے۔ اور جس غرض کے لئے خدا تعالیٰ نے انہیں کھڑا کیا۔ ان کا وقت بعض عادی امور کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ ان کی توجہ کھانے پینے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ان کا خیال نکمے کاموں کی طرف لگا ہوا ہے۔ بکواسوں اور ادھر ادھر کی بیہودہ باتوں میں وقت گنواتے ہیں۔ اور نہیں وقت صرف کرتے نہیں مال و دولت خرچ کرتے، نہیں توجہ کرتے، نہیں کوشش کرتے تو خدا کا علم حاصل کرنے کے لئے نہیں کرتے۔ اس کی معرفت اور اس کا عرفان حاصل کرنے کے لئے نہیں کرتے۔ جبکہ ان کا قدم دوسری طرف اٹھ رہا ہے۔ جبکہ ان میں تذلل اور انکسار ہی نہیں پیدا ہوتا تو اس صورت میں نفع کیا مل سکتا ہے اور فائدہ کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ کیا وہ جو غیر کی طرف جا رہا ہے یار کی طرف جانے والا کہلا سکتا ہے۔ آگ میں کودنے والے کو پانی کی ٹھنڈک کس طرح محسوس ہو سکتی ہے۔ تاریکی میں رہنے والا نور کا لطف نہیں اٹھا سکتا۔ یہ جو زہر تمہیں چڑھا ہوا ہے اتر نہیں سکتا جب تک تم اس تریاق کا گلاس منہ سے نہ لگاؤ گے جو خدا نے تمہارے لئے تجویز کیا ہے۔ جب تک تم اس تریاق کے گھونٹ نہ پیو تمہاری عبادتیں کوئی فائدہ نہ دیں گی۔ نمازیں پڑھتے رہو اور مدتوں پڑھتے رہو۔ روزے رکھتے چلے جاؤ اور سالہا سال تک رکھتے چلے جاؤ۔ حج کرو اور کئی سال کرتے رہو۔ جب تک اس تریاق کا گلاس منہ سے نہ لگاؤ گے۔ نہ نماز نفع دے گی نہ روزہ فائدہ دے گا نہ حج سے کچھ حاصل ہو گا نہ دوسری عبادتوں سے کچھ ملے گا۔

کیا یہ صحیح نہیں کہ لاکھوں کروڑوں مسلمان کہلانے والے نماز چھوڑ بیٹھے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں یہ صرف ایک مشق ہے اور ایک کھیل ہے جو ہر روز یونہی کھیلا جاتا ہے۔ اور جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ کہتے ہیں جو فعل خدا کے قریب نہ کرے۔ اس کے کرنے کا کیا فائدہ؟ نماز کے متعلق کہا جاتا

ہے۔ خدا کے قریب کرتی ہے۔ مگر اس نے ہمیں قریب نہیں کیا۔ اس لئے یہ اس سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ کہ چند مقررہ وقتوں پر چند حرکات کردی جاتی ہیں۔ اس لئے ہم ان بے فائدہ حرکات کو چھوڑتے ہیں۔ یہ کیوں ہوا۔ دلوں کو ٹٹولو۔ کیا یہ اس لئے نہیں ہوا کہ نماز کو نماز سمجھ کر ادا نہیں کیا جاتا۔ کیا اس لئے نہیں ہوا کہ خیالات اور ارادے اور طرف ہیں۔ کیا یہ اس لئے نہیں ہوا کہ اس سے نفع حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اسی طرح روزہ کا حال ہے بہتوں نے روزہ بھی چھوڑ دیا کہ وہ بھی خدا کے قریب نہیں کرتا۔ اور اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ حالانکہ خود انہوں نے اس سے فائدہ اور نفع حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ انہوں نے سمجھا ہی نہیں کہ اس کے کیا فائدے ہیں۔ نماز اور روزہ اور دوسری عبادتوں میں تو کوئی نقص نہیں۔ وہ واقعی خدا کے قریب کرنے والی ہیں نقص اگر ہے تو انسان کا ہے۔ جو صحیح طریق استعمال نہیں کرتا۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان پر یقین نہیں رہتا۔ اور جب یقین نہ رہے تو عمل کیسے رہ سکتا ہے۔ اس طرح لوگ نماز روزہ کو چھوڑ بیٹھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کیمیاگر جب ناکام رہتا ہے تو کہتا ہے کہ ایک آنچ کی کسر رہ گئی ہے۔ گویا وہ کیمیا بننے سے ناامید نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی کوشش کا نقص قرار دیتا ہے۔ حالانکہ کیمیاگری میں امید کی گنجائش ہی نہیں۔ اور خدا کے ساتھ تعلق بڑھنے اور اس کے قریب ہونے کی تو پوری امید ہے۔ مگر کیمیاگر جس کی ساری عمر ہی ایک آنچ کی کسر میں گزر جاتی ہے۔ وہ تو باوجود ہر دفعہ کی ناکامی کے ناامید نہیں ہوتا۔ لیکن وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے قریب ہونا چاہے کامیاب نہیں ہوتا تو اپنے طریق عمل کا نقص قرار نہیں دیتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے ناامید ہو کر فوراً ناامید ہو جاتا ہے اور اپنی تمام کوششیں چھوڑ بیٹھتا ہے۔ پس کیمیاگر تو غلطی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور سونا بننے کے خیال کو یقینی سمجھتا ہے۔ لیکن خدا کو پانے کی کوشش کرنے والا اپنی غلطی کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔ ایسے لوگ عبادتیں ہی غلط طریق سے کرتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں خدا نہیں ملتا۔ اگر وہ غلطی اپنی طرف منسوب کرتے۔ اس کی اصلاح کی کوشش کرتے تو ضرور کامیاب ہو جاتے۔ لیکن وہ ایسا کرتے ہی نہیں۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص سیدھے راستہ پر بھی چلے اور منزل مقصود بھی نہ پائے۔ دیکھو ایک شخص یہاں سے بٹالہ کے لئے روانہ ہو۔ مگر گھنٹوں پر گھنٹے۔ دنوں پر دن۔ ہفتوں پر ہفتے۔ مہینوں پر مہینے سالوں پر سال گزرتے جائیں اور وہ بٹالہ نہ پہنچے تو کیا وہ سمجھ لے گا کہ صحیح راستہ پر چل رہا ہے۔ دنوں ہفتوں اور مہینوں اور سالوں کا گزرنا تو بڑی بات ہے۔ جو شخص تین چار گھنٹے تک چلتا رہے اور

اسے بٹالہ نظر نہ آئے۔ وہ سمجھ لے گا کہ میں کسی غلط راستہ پر پڑ گیا ہوں۔ ورنہ ضرور تھا۔ کہ اس وقت تک میں بٹالہ پہنچ گیا ہوتا۔ اسی طرح جو شخص عبادتیں کرنے کے باوجود قرب الہٰی نہیں پاتا۔ اسے بھی سمجھنا چاہئے کہ اس کے عبادت کرنے میں نقص ہے اور اسے یہ حق حاصل نہیں کہ غلط طریق پر عبادتیں کرتا رہے اور پھر یہ شکایت کرے کہ خدا کیوں نہیں ملتا۔ جس طرح بغیر سیدھے راستہ پر چلنے کے منزل مقصود نہیں آتی۔ اسی طرح بغیر درست عبادتیں کرنے کے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔ پس وہ خدا جو کہتا ہے۔ اِنِّیْ قَرِیْبٌ وہ ضرور انسان کے قریب ہوتا ہے بشرطیکہ درست طریق سے عبادتیں کی جائیں جو شخص اس بات کو نہیں سمجھتا۔ اس کے متعلق سمجھ لو کہ اس کی فطرت مر گئی ہے اور اس کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ وہ اندھا ہے کہ چلتا ہے لیکن راستہ اسے نظر نہیں آتا۔ وہ کولہو کے بیل کی طرح چلا جا رہا ہے۔ مگر کسی جگہ پہنچ نہیں سکتا۔ اسے چاہئے اپنی اصلاح کرے۔ پس اپنے باطن کو خود ٹٹولو۔ اپنے نفسوں کو دیکھو۔ اور خود اندازہ لگاؤ کہ تمہاری عبادتیں کس قسم کی ہیں۔ اعمال کی درستی کرو۔ عقل و حواس کی درستی کرو۔ کیونکہ جو کہتا ہے میں قریب ہوں اور قریب ہو جاتا ہے۔ پھر وہ تمہارے قریب نہیں ہوتا تو تمہارے اندر نقص ہے۔ اسے دور کرو۔ پھر دیکھو وہ اپنے وعدہ کے مطابق قریب ہوتا ہے یا نہیں۔

اگر ایک شخص کو بخار چڑھا ہو۔ سخت سردی لگ رہی ہو۔ اس کے پاس آگ رکھی ہو۔ مگر وہ کہے اور آگ لاؤ تا میری سردی کم ہو۔ تو ایسے وقت تم کیا کرو گے طبیب کو بلاؤ گے یا آگ پر آگ اس کے آگے رکھتے چلے جاؤ گے؟ اس وقت تم طبیب کو تلاش کرو گے تا گرمی محسوس کرنے والی جو حس اس کے اندر سے مر گئی ہے۔ اسے پھر زندہ کرے۔ ملیریا بخار اور بعض دوسرے بخاروں میں عام طور پر سردی محسوس ہوتی ہے۔ اور بیمار کہتا ہے اور لحاف ڈالو۔ اگر اس کے کہنے کے مطابق سینکڑوں لحاف اس پر ڈال دیں تو بھی اس کی سردی کم نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کے اندر سے گرمی محسوس کرنے کی طاقت مفقود ہو گئی ہے۔ اسی طرح وہ ہستی جو کہتی ہے میں قریب ہوں۔ مگر وہ قریب نہ ہو تو اس کے یہی معنے ہیں کہ تم میں وہ طاقت ہی نہیں رہی جس سے تم اسے اپنے قریب محسوس کر سکو۔ اگر واقعہ میں اس کی حس نہیں رہی۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ تمہارے اخلاق بیمار ہیں۔ تمہارا افکار بیمار ہے تمہارے اعمال بیمار ہیں۔ تمہارا علم بیمار ہے۔ تمہارا عرفان بیمار ہے اور تمہیں روحانی طبیب کی ضرورت ہے۔

پس تم اپنے نفسوں کو ٹٹولو۔ باطن میں غور کرو۔ اور پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے۔ جس دن اور

کوئی موقع نفس کی دُرستی کا جہنم کی آگ سے گزرنے کے سوا نہ رہے۔ تم اپنی اصلاح کرلو۔ تم اپنے آپ کو اس قابل بنالو کہ تم خدا کے قریب ہو جاؤ۔ پس اس دن سے پہلے پہلے علاج کرلو اور اپنے نقصوں کو دور کردو ورنہ پچھتانا پڑے گا۔ خدا تعالیٰ سب کو اس بات کی توفیق دے۔ آمین

خطبہ ثانیہ میں فرمایا۔ اس جمعہ کی نماز کے بعد ایک احمدی عورت کا جنازہ پڑھا جائے گا۔ جو محمد حسین صاحب چک نمبر۸۶ سرگودھا کی بیوی تھیں اور فوت ہو گئی ہیں۔ ان کا جنازہ پڑھنے والے بہت کم لوگ تھے۔

(الفضل ۲۹/ مارچ ۱۹۲۷ء)

لہ البقرة: ۱۸۷